

مسلك حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت و صداقت پر
قرآن وحدیث کی روشنی میں بہترین علمی و تحقیقی بیان

ہم اہلسنت وجماعت ہیں

اہل قرآن یا اہلحدیث کیوں نہیں؟

افادات:

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

فاضل بھکھی شریف، فاضل بغداد شرف

ایم اے عربی، پی ایچ ڈی عربی

مرتبہ:

محمد نعیم اللہ خاں قادری رضوی

بی ایس سی بی ایڈ

ایم اے اُردو پنجابی تاریخ

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

وعلى اله واصحابه اجمعين

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يوم تبيض وجوه وتسود وجوه

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۶)

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم الامين

ان الله وملكته يصلون على النبي يا يها الذين امنوا صلوا

عليه وسلموا تسليما (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

مولای صل وسلم دائما ابدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

منزه عن شريك فى محاسنه

فجوهر الحسن فيه غير منقسم

يا اكرم الخلق مالى من الود به

سواك عند حلول الحادث العمم

مولای صل وسلم دائما ابدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برہانہ کی حمد و ثناء اور حضور پر نور شافع یوم النشور و شکیں جہاں غمگسار زماں احمد

مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ہدیۃ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

محترم سامعین! آج ہماری تقریر کا موضوع ہے ”ہم اہلسنت و جماعت کیوں ہیں؟“

نبی اکرمؐ، نور مجسمؐ، شفیع معظمؐ کی زبان سے حق والوں کو یہ مقدس لقب عطا ہوا۔ قیامت کے اس ہولناک منظر میں جب لوگ

پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے سورج کی تپش سے بُرا حال ہوگا، اس وقت کچھ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اگرچہ دنیا میں اُن کا رنگ کتنا ہی سفید کیوں نہ ہو مگر ان کے عقیدے کی گندگی ان کے چہروں سے عیاں ہوگی۔

جو لوگ اصول و فروع کے لحاظ سے دُنیا میں اہلسنت و جماعت کے ساتھ رہیں گے، ان کے عقیدہ سے انحراف نہیں کریں گے، ان کے متعلق نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے چہرے قیامت کے دن جگمگا رہے ہوں گے روشن و منور ہوں گے اور ان کے چہروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی۔

دُنیا میں اہلسنت و جماعت کا رنگ خواہ گورا ہو یا کالا، محشر کے میدان میں عقائدِ حقہ کی چمک، دین کا حقیقی وارث ہونے کی وجہ سے جو ان کو عطا کی جائے، اس کی وجہ سے وہ سب لوگوں سے ممتاز نظر آئیں گے۔

یہ چمک دمک کیوں عطا کی جائے گی؟

اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں

ابتلاء کا دور..... آزمائش کا دور..... مخالفین کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں کے خلاف ثابت قدمی کا دور..... اس طرح گزارا کہ

اپنی اس بیش بہا متاعِ عقیدہ کو سنبھالے رکھا

ہوا کا رُخ دیکھ کر اپنے عقیدہ کو بدلا نہیں

تو قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے چہروں کو منور و تاباں اور نورانی بنا دے گا، نا صرف روز قیامت ان کے چہرے منور و تاباں ہوں گے بلکہ حق کی تازگی دُنیا میں بھی ان کے چہروں پر موجود ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یوم تبیض و جوه و تسود و جوه

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

تبیض و جوه اهل السنة و الجماعة و تسود و جوه اهل البدع والضلالة۔

(تفسیر درمنثور، جلد ۱، ص ۶۳ والفظہ لہ، تفسیر مظہری جلد دوم، ص ۱۱۶، تفسیر قرطبی جلد ۲، حصہ ۴، ص ۱۲۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۱، ص ۵۸۴، تفسیر فتح

القدیر جلد ۱، ص ۳۷۱، تفسیر خازن، جلد ۱، ص ۳۶۹)

یعنی قیامت کے دن اہلسنت و جماعت کے چہرے روشن و منور ہوں گے اور ان کے مقابلے میں اہل بدعت، اہل ضلالت کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف فرما تھے، آپ نے ارشاد فرمایا:

تفتقر امتی علی ثلث و سبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)

میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ماسوائے ایک کے وہ سب کے سب جہنمی ہو گے۔ (حسن صحیح)

اس حدیث شریف میں لفظ اُمت ہے۔

اُمت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اُمت اجابت ۲۔ اُمت دعوت

اُمت دعوت عام ہے اس میں وہ سب شامل ہیں، جن کو نبی اکرام نور مجسم شفیع معظم ﷺ کے دین کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ خواہ انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا۔ یہودی، نصرانی، مجوسی، ہندو، مشرک، کافر سب نبی اکرم ﷺ کی اُمت دعوت میں شامل ہیں۔

اُمت اجابت میں وہ ہیں جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے پیغام، دین کی دعوت کو سنا اور سن کر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا، اسلام قبول کر لیا، مسلمان ہو گئے، دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔

ان کے بارے میں جن پر مومن کا اطلاق ہو جائے گا، ان کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ان کلمہ گو تہتر فرقوں میں سے جنتی صرف ایک ہے باقی بہتر جہنمی ہے، ان بہتر میں سے کوئی بھی نجات پانے والا نہیں۔

ترمذی شریف کے علاوہ احادیث کی بیسیوں کتب میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔

محترم سامعین! یہ تہتر فرقے اُمت دعوت کے نہیں کیونکہ اُمت دعوت کے تو پہلے ہی سے سینکڑوں فرقے موجود تھے۔

یہودیوں کے فرقے ہیں، عیسائیوں کے فرقے ہیں، بت پرستوں، آتش پرستوں کے فرقے ہیں لیکن نبی اکرم رسول معظم ﷺ ان فرقوں کے متعلق نہیں ارشاد فرما رہے بلکہ اپنی اُمت اجابت کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اس طرح تہتر فرقوں میں یہ اُمت اجابت بٹ جائے گی لیکن ان میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ باقی سب جہنمی ہوں گے۔

قالوا من ہی یا رسول اللہ ﷺ؟

آپ سے پوچھا گیا: وہ ملت واحدہ جس کے بارے میں آپ نے جنتی ہونے کا ارشاد فرمایا وہ کون سی ہے؟

تو ایک حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

ما انا علیہ واصحابی

جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

وہ اس راستے پر ہوں گے جو میرا اور میرے صحابہ کا راستہ ہے۔

دوسری روایت جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں فرمایا:

وہی الجماعۃ (سنن ابی داؤد، جلد ۲، ص ۲۷۵)

وہ جماعت ہوگی۔

وہ فرقہ نہیں ہوگا۔

ان تہتر میں سے جو راہ حق پر ہے، جنتی ہے۔

ہی الجماعة

وہ جماعت ہے، محض فرقہ نہیں ہے۔

وہ جمہور کا مذہب ہے۔

وہ زمانے کے اکثر لوگوں کا مذہب ہے۔

وہ جماعت کا مذہب ہے۔

اور دوسری حدیث سے اس کی تائید اس طرح فرمائی:

يد الله على الجماعة

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة دوسری فصل)

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

خالق کائنات کا دست قدرت جو اس کی شان کے لائق ہے، جماعت پر ہے۔ اللہ کی تائید جماعت کو حاصل ہے۔

اے میرے صحابہ! جب فتنوں کا دور آجائے ہر طرف فتنے ہی فتنے ہوں تو اس وقت جو جماعت کا مذہب ہے اس کی اتباع تم

پر لازم ہے۔

✽ تیسرے نمبر پر ایک اور انداز دیکھیں کہ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، جسے علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الملل والنحل“ میں روایت کیا ہے۔

واخبر النبیاستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة الناجية منها واحدة والباقون هلكی۔

(الملل والنحل جلد ۱، ص ۱۳ طبع بیروت)

حضور نبی اکرم شفیع معظم نور مجسم ﷺ نے خبر دی کہ میری امت (اجابت) تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ وہ سارے کے

سارے جہنمی ہوں گے، ان میں سے صرف ایک ناجیہ ہوگا۔

نجات پانے والا فرقہ صرف ایک ہوگا۔

قیل ومن الناجية

حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ نجات پانے والے کون لوگ ہیں؟

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اهل السنة والجماعة

ان میں سے جو نجات پانے والے ہیں وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔

جو سنت والے ہیں، جماعت والے ہیں۔

نجات پانے والا طبقہ، نجات پانے والی جماعت کون ہے؟

اہلسنت وجماعت

جن کو عرف عام میں سنی کہا جاتا ہے۔

مشہور محدث، فقیہ، زاہد حضرت علامہ ابواللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ”تنبیہ الغافلین“ میں نقل کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے ان لوگوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اهل السنة و الجماعة (تنبیہ الغافلین ص ۲۰۱)

وہ اہلسنت وجماعت ہیں۔

امام حاکم مستدرک میں اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط مسلم و لم يخرجاه - (المستدرک جلد ۱ ص ۱۲۸)

یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

یہاں تک کہ ہمارے اسلاف کی بیسیوں کتب کے اندر اس لفظ کی واضح طور پر شناخت کی گئی۔

حضرت امام علی بن سلطان محمد القاری علیہ الرحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۰۴ میں فرماتے ہیں:

فتلك اثنان و سبعون فرقة كلهم فى النار والفرقة الناجية هم اهل السنة

پس یہ بہتر فرقتے ہیں، کل کے کل دوزخ میں جائیں گے اور نجات پانے والا فرقہ اہلسنت ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں:

فلا شك ولا ريب انهم هم اهل السنة و الجماعة (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۴۸)

تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہلسنت وجماعت ہی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن

کے علم حدیث پر سرزمین ہند کو ناز ہے وہ اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۱۴۰ میں فرماتے ہیں:

فرقة ناجية اهل سنت وجماعت اند

ان تہتر فرقوں میں ناجیہ (نجات پانے والا) جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ) جنہوں نے سرزمین ہند میں اکبر بادشاہ کے دین الہی اور ہندوؤں کی سازشوں کے خلاف جہاد کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی

توحید کے جھنڈے سر بلند کئے، وہ ارشاد فرماتے ہیں:

طريقة النجاة متا بعد اهل السنة والجماعة كثرهم الله سبحانه فى الاقوال والافعال وفى الاصول والفروع

(دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۹)

”نجات کا راستہ اہلسنت وجماعت (اللہ سبحانہ انہیں زیادہ کرے) اقوال، افعال، اصول اور فروع میں اتباع پر ہے۔“
نجات کا مدار جس مسلک پر ہے وہ اہلسنت وجماعت کا مسلک ہے۔

اہلسنت کی اتباع تم پر
اقوال میں بھی لازم ہے۔
افعال میں بھی لازم ہے۔
اصول میں بھی لازم ہے۔
فروع میں بھی لازم ہے۔
یہاں تک کہ فرماتے ہیں:

انهم الفرقة الناجية (دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۹)

یاد رکھنا جن بارے میں نجات کا اعلان کیا گیا ہے وہ اہلسنت وجماعت ہی ہیں۔

وما سواهم من الفرق فهم في معرض الزوال وشرف الهلاك (دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۹)
ان کے علاوہ جتنے بھی فرقے ہیں وہ مقام زوال پر ہیں اور ہلاکت کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ آگے فرمایا:

علمه اليوم احد اولم يعلم امافى الغد فيعلمه كل احد

آج کوئی اس بات کو جانتا ہے یا نہیں لیکن کل ضرور جان جائیں گے

کہ اہلسنت وجماعت مدار نجات ہے

اہلسنت وجماعت مدار یقین ہے

اہلسنت ہی حق والے ہیں

اہلسنت ہی نجات والے ہیں

ولا ينفع

لیکن کل جب وہ مانیں گے تو ان کا یہ ماننا ان کو کام نہیں آئے گا، ان کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

قیامت کے دن تو ہر چیز واضح ہو کر سامنے آجائے گی، ایمان بالغیب نہیں رہے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں جب حاضر ہو تو اس وقت یہ

کہے کہ میں ایمان لے آتا ہوں تو اس وقت یہ ایمان لانا، تسلیم کرنا فائدہ نہیں دے گا۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں وقت سے پہلے ہی لوگوں کو بتا رہا ہوں، خبردار کر رہا ہوں کہ اگر نجات چاہتے ہو تو

اہلسنت وجماعت کے ساتھ پختگی سے منسلک ہو جاؤ، ورنہ کل کو تو سب مان جائیں گے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

اہلسنت وجماعت کہ فرقہ ناجیہ اندونجات بے اتباع ایں بزرگواراں متصور نیست واگر سر مو مخالف است خطر در خطر است۔ (دفتر اول مکتوب ۵۹)

نجات پانے والی جماعت اہلسنت جماعت ہے ان کے اکابرین علماء کرام کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اگر ان سے بال برابر بھی مخالفت کی تب بھی خطرہ ہی خطرہ ہے۔

آپ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

فرض نختین بر عقلاء تصح عقائد است بموجب آراء صائبہ اہلسنت وجماعت شکر اللہ سعیم کہ فرقہ ناجیہ اند۔

(دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

عقل مندوں پر اولین فرض یہ ہے کہ وہ اہلسنت وجماعت کی درست آراء کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ یہ نجات پانے والا گروہ ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت وجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنے اور اسی گروہ میں حشر ہونے کی دعا ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں:

اللہم ثبتنا علی معتقدات اهل السنة والجماعة وامتنا فی زمرتهم واحشرنا معهم (دفتر دوم، مکتوبات ۶۷)

یا اللہ عزوجل! ہمیں اہلسنت وجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رکھنا

یا اللہ عزوجل! ہمیں اہلسنت وجماعت کے گروہ میں وفات دینا اور انہیں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا۔

محترم سامعین! یہاں تک کہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ اور عقیدہ واسطیہ میں اقرار کیا ہے کہ نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ نے جن کے بارے میں نجات کا اعلان فرمایا ہے وہ جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

الفرقة الناجية بانها اهل السنة والجماعة (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد سوم ص ۳۴۵)

یعنی نجات پانے والی جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

اور عقیدہ واسطیہ میں لکھتا ہے:

اخبر النبی ﷺ ان امته ستفترق علی ثلاث وسبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة وهی الجماعة

نبی اکرم ﷺ نے بھی خبر دی ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک

کے اور وہ (دوزخ سے نجات پانے والا گروہ) جماعت (اہلسنت) ہے۔ (العقیدہ الواسطیہ ص ۶۶، طبع لاہور)

اور حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ”غنیۃ الطالبین“ میں ہے:

واما الفرقة الناجية فهی اهل السنة والجماعة (الغنیۃ اول ص ۸۵)

اور جو فرقہ نجات پانے والا ہے وہ اہلسنت وجماعت ہے۔

محترم معین! اب اہلسنت وجماعت کے اندر جو لفظ سنت استعمال ہوا ہے اس میں بڑی معنویت ہے۔

اس میں بڑی قابل غور باتیں ہیں۔

یہ بات غور طلب ہے کہ اہلسنت کہا گیا، اہل قرآن نہ کہا گیا حالانکہ قرآن تو سنت سے پہلے ہے اور اہلسنت کہا گیا، اہل فرض نہ کہا گیا حالانکہ فرض تو سنت سے ضروری ہے۔

لہذا ہمارا نام بن جاتا..... اہل قرآن وجماعت

لہذا ہمارا نام بن جاتا..... اہل فرض وجماعت

لیکن یہ نام نہ رکھے گئے

یہ ٹھیک ہے کہ جس وقت تقابل ہو رہا ہو کہ

فلاں اہل تورات ہے۔

فلاں اہل انجیل ہے۔

اس وقت مقابلے میں ہم کہیں گے کہ

ہم اہل قرآن ہیں

لیکن مسلمانوں کے اندر جو ایک فرقہ اہل قرآن پیدا ہو گیا ہے، جنہوں نے حدیث شریف کا انکار کیا اور کہنے لگے کہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی حدیث کی ضرورت نہیں، کسی سنت کی ضرورت نہیں، وہ معجزات کے انکاری ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اور بھی بہت سی گمراہیاں گڑھ لیں اور آج تک اس گمراہی کی وادی میں بھٹک رہے ہیں، ان کا ناجی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے نجات کا جو عنوان ٹھہرایا

اور آگے صحابہ کرام تابعین عظام اس اُمت کے راست فکر لوگ، راست فکر محدثین مفکرین اور اسکا لرحضرات نے جس کو نجات کا

عنوان سمجھا، وہ عنوان ”اہلسنت وجماعت“ ہے نہ کہ اہل قرآن وجماعت اور نہ ہی اہل فرض وجماعت ہے۔

محترم سامعین! قرآن مجید میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تبیا نالکل شیء (پارہ ۴۱، سورۃ الخل، آیت ۸۹)

مگر اس کو واضح سنت نے کیا ہے۔

حدیث شریف نے کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”اُمم“ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا

کہ تم جو بھی مسئلہ مجھ سے پوچھو گے، میں اس کا جواب قرآن مجید، فرقان حمید سے پیش کروں گا۔

کسی نے پوچھا کہ حالت احرام میں اگر کوئی بھڑکوا مار دے تو قرآن مجید فرقان حمید میں اس کا کیا حکم ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں میں اس کا جواب قرآن مجید فرقان حمید سے پیش کرتا ہوں۔
 قرآن مجید فرقان حمید میں حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
 وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتهوا (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو
 اور اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)
 تم پر میری سنت بھی لازم ہے اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع بھی لازم ہے۔

اور خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے اس پر ”دم“ نہ لاگو ہونے کا فرمایا تھا لہذا میں کہتا ہوں
 کہ اگرچہ یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے لیکن ان کی زبان کو سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان نے تائید بخشی ہے
 اور سرکار ابد قرار کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید قرآن مجید فرقان حمید میں کی گئی ہے۔ اس طرح میں یہ جو مسئلہ بیان کر رہا ہوں وہ قرآن
 مجید کی آیت سے ہی کر رہا ہوں۔

یہی انداز ہمارے دوسرے صحابہ کرام کا رہا

یہی انداز ہمارے اسلاف اہلسنت وجماعت کا رہا

لہذا واضح ہوا کہ قرآن مجید فرقان حمید کی شرح کا نام سنت ہے

قرآن مجید فرقان حمید کی اول تفسیر سنت نبوی ﷺ ہے

لہذا اگر قرآن مجید فرقان حمید پر ہی اکتفا ہوتا تو

اہل قرآن کہا جاتا اور اہلسنت نہ کہا جاتا

جس طرح اب گمراہ لوگ کہتے ہیں اسی طرح پہلے بھی ایسے لوگ ہوئے جو کہتے رہے کہ قرآن ہی کافی ہے سنت کی ضرورت ہی

نہیں۔

حالانکہ قرآن مجید میں نہ تو نماز کے اوقات کی تفصیل ہے اور نہ ہی رکعات نماز کی تفصیل ہے۔ اگرچہ اشارات موجود ہیں لیکن

واضح بیان نہیں۔

سنتوں میں جو روشنی ملتی ہے اس کا منبع اس کی اصل قرآن ہے۔

قرآن متن ہے اور سنت میں جو کچھ آرہا ہے وہ اس کی شرح ہے۔

سنت میں سب کچھ آرہا ہے۔

جو سنت کو مانے گا وہ قرآن مجید کو بطریق اولیٰ مانے گا۔

جو سنت کا متبع ہے وہ قرآن مجید کا بطریق اولیٰ متبع ہے۔

جو سنت کا عاشق ہے وہ قرآن مجید کا بطریق اولیٰ عاشق ہے۔

یہ قرآن مجید فرقان حمید کا نور ہی ہے جو سنت نبوی ﷺ میں جلوہ گر ہے۔ مگر سنت قرآن مجید کی شرح ہونے کے لحاظ سے یہ شرح، سنت اور متن یعنی قرآن مجید کی تعلیمات کو بھی شامل ہے۔

حقیقی متن قرآن مجید ہے اور تفاسیر کے لحاظ سے جو ذخیرہ جمع ہوا وہ حدیث شریف کا ہے۔ لہذا تفصیل پر مشتمل سنت نبوی ﷺ کو اپنایا گیا۔

فرمایا کہ وہ نجات پانے والے کون ہیں؟

اهل السنة و الجماعة

اہلسنت وجماعت کون ہیں؟

وہ جو قرآن مجید فرقان حمید کی نبی اکرم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بیان کی ہوئی تفصیل کو بھی نہ چھوڑے۔

جب وہ اس تفصیل کو نہیں چھوڑیں گے تو متن کو تو بطریق اولیٰ نہیں چھوڑیں گے۔ دوسرے عنوانات میں احتمال تھا کہ متن کی پابندی کروالی جاتی اور متن کے نیچے اس کی شرح کو غیر ضروری سمجھ کے چھوڑ دیا جاتا لیکن اہلسنت وجماعت کا عنوان اتنا جامعیت کا حامل ہے کہ اس نے اس احتمال کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔

یہ اہلسنت وجماعت اتنے محب ہیں اتنے دیوانے ہیں کہ یہ تو وحی متلو تو متلو رہی غیر متلو (جس کی تلاوت کی جائے) نبی اکرم ﷺ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ جس کو سنت کہا جاتا ہے اس کو بھی بڑا ضروری سمجھتے ہیں۔

اب آپ پر واضح ہوگا کہ اہل فرض وجماعت کیوں نہیں کہا گیا۔

جو فرض ہیں وہ واجب نہیں

جو واجب ہیں وہ سنت نہیں

لیکن سنت واجب کو بھی شامل ہے اور فرض کو بھی شامل ہے۔

سنت کی تعریف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعات“ میں کی ہے اور سارے محدثین اور اصولیین کے نزدیک یہ تعریف صحیح ہے کہ

الطريقة المسلموكة في الدين (لمعات ۱: ۲۳۳)

سنت دستور کو کہتے ہیں۔

سنت دین میں وہ رائج العمل دستور ہے جو سرکار نے اپنی امت کیلئے چھوڑا۔

یعنی تم نے ہر وہ کام کرنا ہے جو سنت ہے

یعنی دین میں چلنے کا طریقہ سنت ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:

سنة الله في الذين خلوا من قبل (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۳۸)

اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔

تم سے جو پہلے لوگ گزر چکے ہیں ان کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت، سنت کا لفظ استعمال کیا گیا، فرض کا نہیں۔

لہذا سنت فرض کو بھی شامل ہے

جب اُمتیں بگڑ جاتیں تو ان بگڑی ہوئی اُمتوں کو درست کرنے کا دستور

اللہ کا دستور..... اللہ کا طریقہ..... اللہ کی سنت

اس دستور کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سنت سے تعبیر فرمایا ہے۔

سنت کی تعریف میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المراد بالسنة بالطريقة المسلوكة في الدين و شرائع الاسلام ولو كانت فرضا او واجبا (لمعات: ۲۳۳)

یعنی دین کے طریقہ کو سنت کہا جاتا ہے خواہ وہ فرض ہو یا واجب

لہذا سنت میں فرض و واجب بھی شامل ہے۔

فرض و واجب سنت کو شامل نہیں۔

اس سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ عموم کے لحاظ سے جب ہمیں اہلسنت کہا گیا تو کتنا جامع عنوان بنا۔

اہلسنت و جماعت..... یہ وہ جماعت ہے جو سرکار کی ہر ادا کی پابندی کرتی ہے

سرکار ابد قرار ﷺ نے جن کو فرض قرار دیا ان کی پابندی کرتی ہے

سرکار ابد قرار ﷺ نے جن کو واجب قرار دیا ان کی پابندی کرتی ہے۔

اور سرکار کی ہر ادا کی دل و جان سے پابندی کرتی ہے۔

حضرت شیخ کے فرمان سے واضح ہے کہ سنت دین کی راہ کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کام اپنی حیثیت میں فرض ہے یا واجب اور اس کو سنت

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک طریقہ ہے جو سرکار ﷺ نے اپنی اُمت کیلئے پسند فرمایا۔

ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو نماز کا ایک طریقہ ہے۔

ہم روزہ رکھ رہے ہیں تو روزہ رکھنے کا ایک طریقہ ہے۔

ہم جہاد کر رہے ہیں تو جہاد کا ایک طریقہ ہے۔

جس طریقہ کو سرکار نے اپنی اُمت کیلئے پسند فرمایا وہ سنت ہے۔

اگرچہ وہ طریقہ اپنی حیثیت میں فرض ہے..... واجب ہے
لیکن دین کی راہ ہونے کے لحاظ سے اس پر سنت کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔
لہذا ہمیں کیا جامع عنوان عنایت فرمایا گیا؟
اہلسنت وجماعت

وہ جماعت جو فرض واجب یہاں تک کہ سنت سے بھی وفا کرتی ہے۔
لہذا یہ جامع لقب جو نجات پانے والی جماعت کیلئے حضور نبی کریم ﷺ نے منتخب فرمایا، اس پر اللہ کے فضل و کرم سے قائم اور اس کی
تمام خوبیوں اور صفات کے حامل ہم ہی ہیں۔

اب دوسرے پہلو سے دیکھیں کہ ہمیں اہلسنت فرمایا، اہلحدیث نہیں فرمایا
مسلمان عامل سنت تو ہو سکتا ہے؟ عامل حدیث نہیں ہو سکتا۔
کیوں؟

اس لئے کہ سنت وہ طریقہ ہے جو سرکار ﷺ نے اپنی امت کیلئے پسند فرمایا اور حدیث میں تو کئی احتمال ہیں۔
حدیث تو وہ بھی ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں ایک وقت میں نواز واج کے ہونے کا ذکر ہے۔
حدیث تو وہ بھی ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کیلئے تہجد فرض ہونے کا ذکر ہے۔
حدیث تو وہ بھی ہے جس میں حضور رسول اکرم ﷺ کے صوم وصال کا ذکر ہے۔
احادیث میں پہلی امتوں کے احکام بھی ذکر ہے۔

احادیث میں تو ان باتوں کا ذکر ہے جو ابتداء اسلام میں تھیں لیکن بعد میں منسوخ قرار دے دی گئیں۔

احادیث میں تو ان باتوں کا بھی ذکر ہے جو سرکار ابد قرار ﷺ کی خصوصیت ہیں۔

احادیث میں تو وہ چیزیں بھی ہیں جو سرکار نے کسی کے ساتھ خاص فرمائیں

المختصر بندہ کامل طور پر عامل حدیث تو بن ہی نہیں سکتا۔

کچھ احادیث پر عمل کر کے تو بندہ فاسق بھی ہو سکتا ہے

لیکن سنت وہ ہے جو سرکار نے اپنی امت کیلئے عمل کا راستہ بتایا ہے۔

سنت وہ ہے جو سرکار نے دین میں چلنے کی راہ بتائی ہے۔

لوگوں کو چلنے کیلئے دین پر عمل پیرا ہونے کیلئے جو دستور عنایت فرمایا ہے وہ سنت ہے۔

وہ بڑا خوش قسمت ہے جو عامل سنت ہے۔ کیسے؟

”بخاری شریف کتاب الطب باب الدواء بابوال الابل“ میں حدیث ہے۔

سرکار نے کچھ لوگوں کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا فرمایا۔

اب یہ حدیث شریف ہے مگر ہم سے اس عمل کا تقاضا نہیں کرتی کہ ہم بول پیں۔ یہ حدیث ہے سنت اور چیز ہے۔ حدیث میں منسوخ بھی آجائے گا۔

✽ حدیث میں تو وہ چیزیں بھی ہیں جو سرکار ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

بخاری شریف کتاب النکاح میں ایک وقت میں آپ کی نوازا واج مطہرات کا ذکر ہے۔

✽ حدیث میں تو وہ چیزیں ہیں جو سرکار نے کسی کے لئے خاص کیں۔

بخاری شریف کتاب الصوم کے باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شیء فتصدق علیہ فلیکفر۔ میں حدیث شریف موجود ہے کہ ایک صحابی کے رمضان المبارک میں اپنی بیوی سے جماع کرنے پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پاس سے کھجوریں دے کر فرما رہے ہیں کہ یہ تم خود کھا لو اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ یہ تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

✽ حضور نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی اکیلی گواہی کو دو کے برابر قرار دیتے ہیں۔

یہ حدیث تو ہے مگر سنت نہیں ہے

حدیث اور چیز ہے سنت اور چیز ہے

اب کوئی فرقہ اپنے فرقے کا اپنے مسلک کا عملی نام اہلحدیث رکھ لے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ بندہ عامل بالسنت ہو سکتا ہے عامل بالحدیث ہو ہی نہیں سکتا۔ کبھی بھی کسی بھی دور میں مسلمانوں کے کسی طبقہ نے فرقے کے طور پر مسلک کے طور پر اپنا نام اہلحدیث نہیں رکھا کتابوں میں جو لفظ اہلحدیث ملتا ہے تو وہ اہلسنت کے ایک ڈیپارٹمنٹ (Department) کا نام ہے۔

اہلسنت ایک اسکول آف تھاٹ (School of thought) ہے

جس کے بہت سے شعبے ہیں ڈیپارٹمنٹس ہیں جیسے اہل صرف اہل نحو اہل تجوید اہل فقہ اہلحدیث وغیرہ وغیرہ۔

یہ اہلسنت کے شعبوں کی علماء کے لحاظ سے تقسیم ہے۔

جو صرف میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اہل صرف کہا جاتا ہے۔

جو نحو میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اہل نحو کہا جاتا ہے۔

جو تفسیر میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اہل تفسیر کہا جاتا ہے۔

جو فقہ میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اہل فقہ کہا جاتا ہے ان کا کام احادیث میں غور و خوض کر کے مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔

اور وہ جن کا کام صبح شام حدیث پڑھنا پڑھانا ہے ان کو اہلحدیث کہا جاتا ہے

یعنی یہ علماء کی جماعتوں کے عملی نام ہیں علماء کے شعبوں کے نام ہیں۔

کبھی بھی کسی بھی دور میں

مسلك کے لحاظ سے..... فرقے کے لحاظ سے..... عمل کے لحاظ سے
الہحدیث کسی نے نہیں کہلوا یا۔

کوئی جاہل مطلق ہو اور الہحدیث کہلوائے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔
شعبے جدا جدا ہیں تو ڈگریاں بھی جدا جدا ہیں ان شعبوں میں تخصص جدا جدا ہے کچھ کا کام دن رات صرف نحو کی خدمت کرنا ہے۔
کچھ کا کام دن رات تفسیر کی خدمت سرانجام دینا ہے۔
کچھ کا کام دن رات حدیث کی خدمت سرانجام دینا ہے۔
کچھ کو اصحاب حدیث الہحدیث کہا جاتا ہے۔
کچھ کو اہل فقہ کہتے ہیں

الہحدیث اسے کہا جاتا ہے جو زندگی کا ایک حصہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے میں گزارتا ہے۔ حدیث پڑھنے اور پڑھانے کے لحاظ سے خدمت حدیث کرنے کے لحاظ سے ان کو الہحدیث کا لقب ملا۔

اب وہ جو احادیث کی مختلف قسموں کے نام نہ جانتا ہو۔ حدیث کا متن تک نہ پڑھ سکتا ہو جسے چند احادیث کی سندیں تک یاد نہ ہوں اور وہ جو سارا دن ریڑھی وغیرہ پر بیٹھا رہے اور کاروباری باتیں کرتا رہے وہ بھی اپنے آپ کو الہحدیث کہلوائے؟
محترم سامعین! یاد رکھیں الہحدیث کوئی عوامی (یعنی علماء کے علاوہ عامۃ الناس کا) نام نہیں ہے۔
یاد رکھیں عوامی نام اہلسنت ہے۔

یاد رکھیں نجات پانے والی جماعت کا نام اہلسنت ہے

اصحاب حدیث ماہرین تفسیر اہل فقہ اور دوسرے تمام شعبوں اور ان کے ماہرین کی جماعت کا نام اہلسنت و جماعت ہے۔
یہ میرا پکا و پختہ دعویٰ ہے کہ الہحدیث عملی نام ہے یہ کسی کا عوامی مسلکی نام کسی دور میں نہیں رہا، عوام میں کسی کو الہحدیث نہیں کہا گیا،
ان کو کہا گیا جو حدیث کی خدمت کرنے والے تھے اور مسلکاً اہلسنت تھے۔

یہ ہمارے اہلسنت اسلاف سے کتنی بڑی زیادتی ہے کہ جس کو چند احادیث بھی یاد نہیں جس کو چند احادیث کی سندیں بھی یاد نہیں جس کو احادیث کی قسمیں اور نام بھی معلوم نہیں ان کو الہحدیث کہا جا رہا ہے۔

یاد رکھیں ہمارا اہل حق کا نام اہل جنت جماعت کا نام ہمارا عمومی نام ہماری پہچان اہلسنت ہے۔ اہلسنت نام عمل کرنے کے لحاظ سے دیا گیا۔

عمل کرنے کے لحاظ سے جو چیز دی گئی وہ سنت ہے حدیث نہیں ہے۔

حدیث کو پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے جاننے کا حکم دیا گیا ہے کہ علماء کے علم میں وہ بھی ہو اور سنت وہ ہے جس پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

سرکار ﷺ نے یہ تو فرمایا ہے کہ:

فمن رغب عن سنتي فليس مني (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة پہلی فصل)

جس نے میری سنت سے روگردانی (اعراض کیا) وہ مجھ سے نہیں۔

یہ نہیں فرمایا: من رغب عن الحديث فليس مني

حدیث تو بول پینے والی بھی ہے لیکن ہم اس سے اعراض کرتے ہیں

کیونکہ یہ اُن کا حصہ تھا ہمارا حصہ نہیں۔ سرکار نے ان کیلئے فرمایا تھا:

ایسے ہی فرمایا: علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

من احی سنة من سنتي قد امیت بعدی

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)

جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جس پر میرے بعد عمل چھوڑ دیا گیا ہو۔

فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شیئا

اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا اور اس عمل کرنے والے کے اجر میں اللہ تعالیٰ کمی نہیں کرے

گا۔

اگرچہ وہ کروڑ آدمی ہیں، ان کروڑ میں سے ہر ایک کو جتنا اجر مل رہا ہے ان سب کے برابر یعنی مجموعی طور پر کروڑ کے برابر ثواب اس

کو بھی مل رہا ہے۔ اس لئے کہ اس کی قربانی بڑی ہے اس نے سنت کو زندہ کیا ہے۔

حدیث کو زندہ کرنے والے کے بارے میں نہیں بلکہ عمل کے لحاظ سے سنت کو زندہ کرنے والے کے بارے میں ہے۔

حدیث اگرچہ منسوخ ہو چکی ہو ہم اس کو پڑھنا عبادت سمجھتے ہیں۔

کیونکہ وہ الفاظ جو سرکار کی زبان سے نکلے ان کو یاد کرنا، ان کو پڑھنا، ان کو سمجھنا، ان کی تقلید اور احترام کرنا، یہ ہم پر ضروری ہے مگر

عمل کیلئے سرکار ﷺ نے جو سبق ہم کو دیا وہ سنت ہے۔ اسی لئے سرکار نے ارشاد فرمایا:

من احب سنتي فقد احبني ومن احبني كان معي في الجنة

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)

جس نے میری سنت کو دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے میرے ساتھ دوستی کی وہ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی)

یہ بھی ارشاد فرمایا:

من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة دوسری فصل)

جس نے میری اُمت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کیلئے سوشہیدوں کے برابر اجر ہے۔

(بیہقی، کتاب الزہد)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

ترکت فيکم امرین لن تضلوا ما تمسکتُم بهما کتاب اللہ و سنة رسولہ

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة تیسری فصل)

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں پر عامل رہو گے گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی

سنت ہیں۔ (موطا امام مالک)

محترم سامعین! یہ اہلسنت و جماعت کے ساتھ ڈیڑھ اینٹ کی الہمدیث جماعت کھڑی کرنا، پوری تاریخ اسلام کے ساتھ زیادتی

ہے کیونکہ پوری تاریخ اسلام میں عمل کے لحاظ سے کہیں بھی الہمدیث فرقے کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اسلامی فرقوں میں نجات والے کون ہیں؟

”اہلسنت و جماعت“

سنت والے اور جماعت والے

کون سی جماعت؟

صحابہ کرام کی جماعت

کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا قيل لهم امنوا۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳)

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ

کس طرح؟

كما امن الناس

جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں

جس طرح وہ لوگ ایمان لائے جو سرکار کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔

صحابہ کرام کو معیار حق بنایا گیا ہے۔

یہ اہلسنت ہیں اور یہ ایسے سنت والے ہیں کہ ان کے درمیان صحابہ کی جماعت کا وسیلہ بھی ہے جن کے ایمان کو اللہ تبارک و تعالیٰ

نے معیار بنایا ہے یہ انہیں کے ایمان پر ہیں، یہ انہیں کی سنت پر ہیں، یہ انہیں کے طریقہ پر ہیں۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربة الا سلام من عنقه

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة تیسری فصل)

جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا دوسری حدیث میں فرمایا:

علیکم بالجماعة والعامة

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة تیسری فصل)

جماعت اور مجمع کے ساتھ رہو

ایک اور حدیث میں ہے:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)

سواد اعظم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بے شک جس نے سواد اعظم کو چھوڑا وہ تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

ید اللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة دوسری فصل)

اللہ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے اور جو جماعت سے جدا ہو گیا وہ تنہا ہی آگ میں ڈالا جائے گا۔

محترم سامعین! نو مولود فرقہ اہل حدیث کو پہچانیں۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام بیس رکعات تراویح ادا کرتے رہے۔ تقریباً چودہ سو سال کی تاریخ میں کسی مسجد میں آٹھ رکعات تراویح ادا نہ کی گئیں۔ اب جماعت کے طریقہ کو چھوڑ کر ان نام نہاد اہل حدیث حضرات نے نیا طریقہ ایجاد کیا۔

ابن تیمیہ کے وجودنا مسعود کے ظہور بے نور تک تمام امت مسلمہ ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیتی رہی اب انہوں نے جماعت کے طریقہ کو چھوڑ کر اپنا طریقہ جاری کیا۔

خلفاء راشدین میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی کا اہتمام فرمایا اور تمام عالم اسلام میں یہ طریقہ جاری و ساری رہا۔ اب جماعت کے طریقہ کے خلاف طریقہ جاری کیا جا رہا ہے۔

تمام اہل اسلام خوارج کو گمراہ، بے دین قرار دیتے رہے، اب خوارج کے عقائد کو حق ثابت کیا جاتا ہے۔

تمام اہل اسلام حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اب دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اللہ چاہے تو کروڑوں محمد پیدا

کر دے۔ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ خود آخری نبی ہونا بیان فرما کے اور محمد (ﷺ) پیدا کرے گا (معاذ اللہ)

کیا اللہ جھوٹ بولتا ہے؟

لیکن اب دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔

اسی طرح کی سینکڑوں مثالیں اور مسئلے موجود ہیں پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جنتی گروہ جس کو قرار دیا ہے

وہ ہم ہیں۔

محترم سامعین! اہلسنت وجماعت، نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کا دیا ہوا دین اسلام کا وہ طریقہ ہے جو

اقوال و افعال کے لحاظ سے

عبادت و معاملات کے لحاظ سے

عقائد و اعمال کے لحاظ سے

اصول و فروع کے لحاظ سے

سارے کا سارا سنت ہے

اور اس کو صحابہ کی روایت سے سرٹیفکیٹ بھی حاصل ہے۔

ہم اہلسنت وجماعت ہیں کیونکہ صحابہ کرام کی جماعت نے نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم ﷺ کا جو طریقہ آگے روایت کیا ہے ہم اسی

طریقہ پر قائم رہنے والے ہیں۔

محترم سامعین! اب اس مقام پر کچھ لوگوں کے ذہنوں میں بلکہ ہمارے اپنے لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا

مسلمان کہلوانا کافی نہیں ہے؟

یہ ہمارا سنی کہلوانا کیوں ضروری ہے؟

سہیل مسلم (simple Muslim) ہونا کافی ہے پھر ہمیں یہ سنی کہلوانے کی کیا ضرورت ہے؟

محترم سامعین! میری بات کان لگا کر غور سے سننا

ایک تو ہے اقوام عالم کے مقابلے میں اپنے آپ کو بطور مسلم پیش کرنا

تو کافروں، یہودیوں، عیسائیوں کے مقابلے میں جب ہم اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تو بطور مسلمان ہی پیش کرتے ہیں وہاں ہم

یہ نہیں کہتے کہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں

دوسرے نمبر پر فرقوں میں اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت پیش کرنے کی جو جو بات ہیں۔ وہ میں نے اوپر بھی بیان کی ہیں۔ ان کی

مختصر تفصیل تاریخی حوالہ سے پیش کرتا ہوں۔

✽ مسلمانوں میں جب تفرقہ بازی شروع ہوئی تو کچھ لوگ تھے جنہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جسم من الاجسام ہے۔ یہ

فرقہ مجسمہ کہلایا۔

یہ فرقہ جسم من الاجسام کا عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اجسام میں سے ایک جسم ہے اور وہ عرش کے اوپر بیٹھا ہوا ہے جس طرح کہ آج کے بھی کئی بے لگام لوگ اس طرح کی باتیں کر جاتے ہیں اور استواء علی العرش کو پیش کرتے ہیں۔

یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرش پر استواء فرمایا ہے۔

یہ تو متشابہات میں سے ہے یہ استواء تو اس کی شان کے لائق ہے ہمیں تو معلوم نہیں کہ یہ کس طرح کا استواء ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش پر بیٹھ گیا۔

عرش تو محدود ہے اور جو محدود میں ہو تو وہ بھی محدود ہی ہوتا ہے اور جو محدود ہو اس کا جسم ہوتا ہے اور جس کا جسم ہو اس کی شکل ہوتی ہے جس کی شکل ہو وہ فانی ہوتا ہے جو فانی ہو وہ حادث ہوتا ہے جو حادث وہ خدا نہیں ہوتا۔

پچھلے سال شارحہ میں اسی موضوع پر بحث ہوئی تھی اور میں نے پوری طرح آیات سے ان لوگوں کو جواب دیا تھا۔

یہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ پہلے تو رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کرتے تھے۔ اب اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخیاں کرتے

ہیں۔

کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے تو عرش چڑچڑاتا ہے۔ اللہ نے عرش پر قرار پکڑا ہوا ہے۔

ثم استوى على العرش (پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۵۴)

اللہ نے عرش پر استواء فرمایا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔

یہ متشابہات میں سے ہے۔

پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

ہم کوئی ایسا معنی نہیں کریں گے جس سے اللہ کا جسم ہونا لازم آئے

ہم کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جہت نہیں اس کی کوئی شکل نہیں

اس کا کوئی جسم نہیں کیونکہ یہ ساری چیزیں حادث کی ہوتی ہیں۔ اللہ ازلی ابدی غیر فانی ہے اس پر کبھی فنا نہیں۔

لہذا مسلمانوں کے اندر ایک فرقہ پیدا ہوا جنہوں نے کہا

اللہ جسم من الاجسام ہے۔

ان کو تشبیہ کہا گیا۔

ان کے مقابلے میں ایک دوسرا فرقہ پیدا ہوا جسے معطلہ کہتے ہیں

انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ معطل ہو چکا ہے۔ (معاذ اللہ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابتدائی طور پر چند چیزیں پیدا فرمائیں اس کے بعد وہ فارغ بیٹھا ہے۔ اس نے اوروں کے ذمہ کام لگا دیئے

ہیں۔

یہ پرانے فلسفیوں کے مذہب سے نکلا ہوا مذہب تھا۔

پرانے حکماء کا نظریہ تھا کہ اللہ نے پہلے عقل اول کو پیدا کیا۔

عقل اول نے فلق اول اور عقل ثانی کو پیدا کیا۔

عقل ثانی نے فلق ثانی عقل ثالث کو پیدا کیا۔

اس طرح پیدا کرتے کرتے نوافلاک اور دسویں عقل پیدا ہو گئی

باقی ساری مخلوق کو اس دسویں عقل نے پیدا کیا ہے۔

باقی ساری چیزیں آگے عقل پیدا کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ دسویں عقل، عقل عاشر تک پیدا ہو گئی ہے اور پوری کائنات کا نظام وہ

عقل عاشر چلا رہی ہے۔ آگے کسی کے چلانے کی ضرورت نہیں، اللہ تو معطل ہو چکا ہے بالکل فارغ بیٹھا ہے یہ کون لوگ تھے؟

یہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے لوگ تھے۔

اہلسنت وجماعت نے تشبیہ کا بھی رد فرمایا اور معطلہ کا بھی رد فرمایا۔ وہ اپنے عقائد پر جو صحابہ کی جماعت سے انہیں ملے تھے۔

انہیں پر قائم و دائم رہے۔

ایک فرقہ جبریہ کا پیدا ہوا، جو کہنے لگے کہ انسان مجبور محض ہے، پتھر کی طرح ہے اس کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں۔

کیونکہ اسے کسی کام کے کرنے کی طاقت ہے نہ اختیار ہے یہ مجبور محض ہے یہ جب کر ہی کچھ نہیں سکتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے

سزا کس بات کی دے گا؟

جبریہ کے مقابلے میں ایک دوسرا فرقہ پیدا ہو گیا جو قدریہ کہلوا یا۔ انہوں نے کہا کہ انسان مجبور محض نہیں بلکہ قادر مطلق ہے یہ اپنے

افعال کا خالق خود ہے یہ خود سے اپنے افعال کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اہلسنت وجماعت نہ جبریہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ قدریہ کا۔

اب ان چار فرقوں کے عقائد آپ کے سامنے ہیں۔

۱۔ جو معاذ اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو فارغ کہتے وہ بھی کلمہ گو ہیں۔

۲۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا جسم مانتے ہیں وہ بھی کلمہ گو ہیں۔

۳۔ جو انسان کو مجبور محض کہتے ہیں وہ بھی کلمہ گو ہیں۔

۴۔ جو کہتے ہیں کہ انسان قادر مطلق ہے وہ بھی کلمہ گو ہیں۔

ایک فرقہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینے کا نام ہے۔ پھر نہ نماز کی ضرورت ہے اور نہ روزے کی نہ حج

کی ضرورت ہے اور نہ زکوٰۃ کی پوری زندگی کوئی عمل، کوئی کام کرنا ضرور نہیں، یہ فرقہ مرجیہ ہے یہ بھی کلمہ گو ہے۔

ان کے مقابلے میں جب دوسری طرف شدت آئی تو معتزلہ کا فرقہ بنا۔

انہوں نے کہا کہ عمل ایمان کی جزو ہے۔

دونوں طرف غلو تھا اور اہلسنت و جماعت ان کے درمیان درمیان تھے۔

اگر صرف یہ کہا جائے کہ ایمان صرف یہ ہے کہ کلمہ پڑھ لیا جائے اب کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں تو یہ زیادتی ہے کیونکہ

قرآن کس لئے نازل ہوا ہے؟

بار بار عمل کی دعوت کس لئے دی گئی ہے؟

اگر صرف کلمہ پڑھنا ہی ضروری ہے تو حدیث شریف کس لئے ہے؟

دوسری طرف جو معتزلہ کا مذہب تھا کہ عمل ایمان کی جزو ہے وہ بھی غلط تھا کیونکہ کئی ایماندار ایسے پائے گئے جن کیلئے عمل پایا ہی نہیں

گیا۔

عمل ایمان کی جزو نہیں ہے اسی لئے ہمارے نزدیک وہ شخص جو نماز نہیں پڑھے گا ایک نماز چھوڑنے سے فاسق ہوگا مگر معتزلہ کے نزدیک مومن ہی نہیں رہے گا کیونکہ جزو جب فوت ہو جائے کل فوت ہو جاتا ہے اور عمل ایمان کی جزو ہے۔ لہذا ان کے نزدیک جب کسی کی کوئی بھی نماز رہ گئی، کوئی بھی روزہ رہ گیا، وہ شخص فوراً دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ جب جزو فوت ہو جاتی ہے تو جزو کے ختم ہونے سے کل خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

اب دیکھیں! یہ کلمہ گو مسلمانوں اور اسلام کے اندر سے ایسی سوچیں پیدا ہو گئیں ان کے درمیان بڑا بعد ہے بڑی دوری ہے ایک مشرق کے کنارے کھڑا ہے تو دوسرا مغرب کے کنارے کھڑا ہے۔

ان میں سے ہر ایک مسلم ہونے کا دعویٰ کرتا تھا

ان میں سے ہر ایک کلمہ گو ہونے کا دعویٰ کرتا تھا

ان حالات میں ہم اہلسنت و جماعت خود کو ان کی گالیوں سے اپنے آپ کو بری کس طرح قرار دے سکتے تھے کہ

ہم وہ نہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کا جسم ہے

ہم وہ نہیں جو کہتے ہیں کہ خدا معطل ہے

ہم وہ نہیں جو کہے کہ انسان مجبور محض ہے۔

ہم وہ نہیں جو کہے کہ انسان قادر مطلق ہے

ہم وہ نہیں جو کہے کہ عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہم وہ نہیں جو کہے کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔

بلکہ ہمارا راستہ ان سے جدا ہے

ہمارے جداگانہ تشخص کیلئے علیحدہ نام کی ضرورت تھی

اور وہ نام اہلسنت وجماعت ہے

آپ خود سوچیں کہ کیا ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ جو لوگ اسلام کے نام پر دھبہ بن چکے تھے ہم اپنے آپ کو ان سے جدا کریں، اگر کوئی ہم پر اعتراض کرے تو ہم کہہ سکیں کہ ہم پر ان کا کوئی اعتراض نہ کرنا

یہ معطلہ ہے..... یہ مشبہ ہے..... یہ مجسمہ ہے

یہ مرجیہ ہے..... یہ معتزلہ ہے..... یہ خارجی ہے

یہ روافض ہے.....

ہمارا ان سب سے کوئی تعلق نہیں

ہم اہلسنت وجماعت ہیں

یہ باطل فرقے جو اپنے آپ کو مسلم کہلوا رہے تھے

یہ کلمہ گو ہونے کے دعویدار بھی تھے۔

ان باطل فرقوں سے امتیاز کیلئے ہمیں اہلسنت وجماعت کہلوانا ضروری ہو گیا

ہمارا اہلسنت وجماعت ہونا ہمارے جداگانہ تشخص کو واضح کرتا ہے۔

ہمارا یہ علامتی نشان واضح کرتا ہے کہ ہمارا ان باطل فرقوں سے کوئی تعلق نہیں۔

ہمارے جداگانہ تشخص کیلئے ہمارے اسلاف نے اسی نام کو پسند کیا جو

سرکار ﷺ نے.....

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے.....

تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے.....

تابع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ.....

اور ہمارے عظیم اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند فرمایا تھا۔

ہماری یہ جداگانہ شناخت انتہائی ضروری ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جنرل مسلم (General Muslim) ہونا کیوں کافی نہیں؟ ان

کی فکر بالکل غلط ہے۔ صرف مسلم ہونے کے دعویدار تو وہ بھی ہیں جو ہم سے عقیدے میں متفق نہیں۔

ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔

ہم صراط مستقیم والے ہیں

ہم اصحاب یمن ہیں

ہم نہ دائیں جھکنے والے ہیں نہ بائیں جھکنے والے ہیں

ہم نہ افراط کے قائل ہیں نہ تفریط کے
 ہم سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں
 جب جبر و قدر کی جنگ ہو رہی تھی تو ہم نے دونوں پر حق واضح کیا
 ہم نے جبر یہ فرقہ والوں سے کہا۔

اے جبر یہ! تم غلط ہو
 اور قدر یہ فرقہ والوں سے کہا
 اے قدر یہ! تم بھی غلط ہو

ہمارے نزدیک انسان نہ مجبور ہے اور نہ قادر مطلق ہے
 بے شک ہمارے افعال کا خالق ہمارا خدا ہے لیکن کرتے ہم اپنے اختیار سے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں
 ارشاد فرماتا ہے:

واللہ خلقکم وما تعملون (پارہ ۲۳، سورۃ الصفہ آیت ۹۶)

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو
 ہمارے افعال خالق اللہ کی ہیں لیکن یہ کسب ہمارا ہیں۔

ہم اپنے افعال کے خالق نہیں بلکہ کاسب ہیں
 لہذا یہ دونوں کا رد تھا اور دونوں کے درمیان صحیح راستہ ہے
 ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں

مگر ہمیں اتنا اختیار حاصل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کو ہم اپنے اختیار سے استعمال کرتے ہیں۔ ہم پتھر کی طرح
 نہیں ہیں۔ لہذا قیامت کے روز ہر بات کا حساب دینا پڑے گا۔

جب معتزلہ اور مرجیہ کی جنگ ہو رہی تھی تو ہم نے کہا
 اے معتزلہ! تم غلط ہو، صرف ایک نماز نہ پڑھنے سے بندہ کافر نہیں ہوتا، بلکہ فاسق ہوتا ہے۔
 کیوں؟

ہم نے کہا کہ عمل غیر ضروری نہیں بلکہ ضروری ہے مگر وہ ایمان کی جزو نہیں، بلکہ ایمان کی شرط ہے اور شرط شے سے خارج ہوتی ہے
 اس شے کا حصہ نہیں ہوتی۔ جیسے نماز کیلئے وضو شرط ہے لیکن وہ نماز سے باہر ہے۔

اسی طرح عمل ایمان کی جزو نہیں بلکہ شرط ہے
 لہذا جب عمل فوت ہوگا تو یہ نہیں کہ ایمان ہی فوت ہو جائے گا۔ کیونکہ جزو کے فوت ہونے سے کل فوت ہو جاتا ہے لیکن شرط کے

فوت ہونے سے کل فوت نہیں ہوتا۔

لہذا ہم نے عمل کی جو اہم نوعیت تھی اس کو بھی برقرار رکھا کہ لوگ بے عملی کا شکار نہ ہوں اور دوسری طرف ہم نے ان کروڑوں کا بھی دفاع کیا جن پر کفر کا فتویٰ لگ رہا تھا۔ اگر کسی سے صرف ایک بار وعدہ خلافی ہو جائے۔

صرف ایک بار کوئی چھوٹی بد عملی ہو جائے

تو کیا ہم کہیں گے کہ اس کا حساب کافروں کے ساتھ ہوگا؟ نہیں

اس طرح ہمارے اسلاف نے اُمت کا بھی دفاع کیا اور درمیان میں جو راہ حق تھا اس کو بھی واضح کیا۔

ایمان صرف قول کا نام نہیں بلکہ ایمان تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہے

بڑھتا ہے جب عمل ہوتا ہے۔

عمل اس کیلئے شرط ہے۔

ہاں اگر کسی کو عمل کا موقع ہی نہ ملے تو پھر اقرار ہی کافی ہے تصدیق ہی کافی ہے ایک صحابی ادھر کلمہ شریف پڑھتے ہیں اور اُدھر لڑتے

لڑتے شہید ہو جاتے ہیں۔ درمیان میں عمل کا وقت ہی نہیں ملتا۔

ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے افراط و تفریط کے درمیان کا راستہ ہم اہلسنت کا تھا۔

ایک طرف خوارج کہہ رہے تھے کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ کافر ہیں

دوسری طرف روافض کہہ رہے تھے کہ فرشتہ جبرئیل بھول گیا تھا۔ اس نے آنا

حضرت علیؓ کی طرف تھا لیکن غلطی سے حضور نبی کریمؐ کی طرف چلا گیا۔

ایک طرف اتنی دشمنی اور دوسری طرف محبت میں اتنا غلو

اہلسنت کا راستہ اس وقت بھی درمیان میں تھا اور ہے

ہمارا موقف قرآن و سنت کے مطابق تھا کہ

حضرت علیؓ معاذ اللہ نبی نہیں ہیں بلکہ سرکار کے بڑے پسندیدہ صحابی اور خلیفہ ہیں۔ ہم نہ تو ان کی طرف گستاخی کی نسبت کریں

گے اور نہ ہی ان کی شان میں غلو کریں گے۔

یہ ہے وہ طریقہ جو اسلاف سے آج تک ان باطل فرقوں کے درمیان سلامتی کے ساتھ آرہا ہے۔

لہذا مومنین کے اندر ایک واضح امتیاز ضروری تھا جو کہ اہلسنت کے امتیازی نشان سے ہوا۔

کسی آدمی کا بیٹا غلط ہو تو وہ اس کو عاق کر دیتا ہے اور اعلان کر دیتا ہے کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں لہذا کوئی اس کی غلطی میری

طرف منسوب نہ کرے۔

اسی طرح اگر یہ باطل فرقہ ہمارے ساتھ ہی چمٹے رہتے تو ہمارا جداگانہ تشخص قائم رہتا؟ ہرگز نہیں۔

اسی لئے سرکار ﷺ نے اس جداگانہ تشخص کو عنوان نجات بنایا۔ لہذا باطل فرقوں کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس وقت سے لے کے آج تک اہل حق کی شناخت ”اہلسنت وجماعت“ ہے

محترم سامعین! دیکھیں جب کچھ لوگوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے علم کا انکار کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

ما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب

ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے

عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

جن پر مومن کے لفظ کا استعمال ہو رہا ہے ان میں سے کچھ پاک ہیں اور کچھ ناپاک۔ یعنی ہر مومن کلمہ گو پاک نہیں ہے۔

ان میں سے کچھ پاک ہیں اور کچھ پلید ہیں۔

اسی لئے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا پہلا فتویٰ منکرین زکوٰۃ کے خلاف ان کی گردن اُتارنے کا تھا۔ وہ منکرین زکوٰۃ کلمہ گو ہی نہیں تھے

بلکہ ان میں وہ بھی تھے جنہیں بظاہر صحابی کہا جاسکتا تھا۔

ان کا کتنا بڑا مقام و مرتبہ تھا مگر جب انہوں نے ضروریات دین میں سے صرف ایک کا انکار کیا تو اس وقت ان کے کلمہ پڑھنے کو

دیکھا گیا اور نہ ہی ان کی نماز کو دیکھا گیا بلکہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے ان کے سر اُتارے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا یہ پہلا فتویٰ ایک واضح تشخص اور امتیاز قائم کر دینے والا تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر مومنین کا لفظ بول کر فرماتا ہے کہ ہم ان میں سے پاک اور پلید جدا جدا کر دیں گے۔

لہذا یہ امتیاز قائم کرنا سنت الہی کا حصہ ہے

ہم جماعت والے ہیں ہمارا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں

ہم باطل فرقوں سے وہ واضح امتیاز چاہتے ہیں جو قرآن مجید نے کیا ہے

بخاری شریف دیکھ لیں تمام تفاسیر دیکھ لیں

وہ پلید کون ہے؟

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا کہ یہ کیسے نبی ہیں جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ مجھے قیامت تک کے لوگوں کا علم ہے اور ہم پیچھے نماز

پڑھتے ہیں لیکن ہمارا پتہ ہوتا تو ہمیں مسجد سے باہر نکلوا دیتے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

ما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب

ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔
یہ تھا خبیث اور پاک کو جدا جدا کرنے کا واضح حکم اور اللہ نے ان کو جدا جدا کیا اور منافقین مسجد سے نکال باہر کئے گئے۔ ہم بھی اس امتیاز کی بات کرتے ہیں۔

اس امتیاز کو قائم رکھنا ضروری ہے کہ پاک اور پلید جدا جدا رہیں
ہم ایسے لوگوں کو جو نبی اکرم رسول معظم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو چوہڑے، چھاڑ سے ملائیں۔
سرکار کے علم غیب شریف کو معاذ اللہ پاگلوں جیسا کہیں، جانوروں جیسا کہیں
ہم ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی نرمی اور بھائی چارے کے روادار نہیں خواہ ان کی کتنی ہی خدمات ہوں۔
ان کی کروڑوں سال کی بھی خدمات ہوتیں تو ان کو یک گونہ منصب صحابیت تک نہیں پہنچا سکتی تھیں؛ جب زکوٰۃ کے انکار پر ان کے سراڑائے گئے تو یہ کس شمار میں ہیں۔

لہذا سنی اور غیر سنی میں ایک واضح امتیاز قائم کرنا ضروری ہے۔ اہلسنت ایک راستہ ہے، طریقہ ہے، نجات کا عنوان ہے جو سرکار ﷺ نے ہمارے جداگانہ تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے پسند فرمایا۔
یہ ٹھیک ہے کہ جب ہم اقوام عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے تو بحیثیت مسلم کھڑے ہوں گے لیکن جب ہم ان بہرہ پیوں کے مقابلے میں کھڑے ہیں تو بحیثیت سنی کھڑے ہیں۔

ہمارا ایسی خرافات بکنے والوں سے کوئی تعلق نہیں جو کہے کہ نبی ﷺ کو اُردو ہماری درس گاہ سے پڑھنا آئی ہے۔
ہمارا اس سے اور اس کے ماننے والوں سے کوئی تعلق نہیں جو یہ کہتا ہے کہ اللہ چاہے تو کروڑوں محمد (ﷺ) پیدا کر دے۔
ہمارا تعلق اس راستے کے ساتھ ہے جس کو سرکار ﷺ نے ہمارے لئے پسند فرمایا جس کو خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین اور دوسرے اکابرین امت نے پسند فرمایا۔

آج کچھ ایسے کورچشم مفکرین پیدا ہو گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک جسم ہے اور یہ سارے فرقہ اس جسم کے حصے ہیں۔
میں نے بارہا ان سے سوال کیا، پوچھا کہ اگر اسلام ایک جسم ہے اور یہ سارے باطل فرقہ اس کے حصے تو اسلام دین فطرت کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کے بہتر حصے جہنم میں جائیں گے اور ایک حصہ جنت میں۔
لیکن آج تک مجھے جواب نہیں دے سکے۔

لہذا ان باطل فرقوں کا جسد ملت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں
ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ اسلام پورے کا پورا جنتی ہے
اب تم بد مذہبوں کو اسلام کا حصہ بناؤ تو پھر اس بے چارے اسلام کا کیا حال ہو جائے گا جو بہتر حصے جہنم میں جل رہا ہے اور ایک

حصہ جنت میں۔

یہ عوام کو گمراہ کرنے کیلئے ان لوگوں کے فریب ہیں

یاد رکھنا میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ میں سنی ہوں

میرے اسلاف بھی سنی ہیں

اعلیٰ حضرت سنی ہیں.....

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سنی ہیں.....

حضرت خواجہ اجمیری سنی ہیں.....

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سنی ہیں.....

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنی ہیں.....

حضرت خلفاء راشدین سنی ہیں.....

میں یہ کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا، میرے پاس قرآن مجید برہان رشید سے دلائل ہیں۔ یہ درست ہے کہ یہ سنت والا نام بعد میں

مشہور ہوا لیکن بعد میں جو جداگانہ تشخص بننے والا ہوا سے آغاز پر لگایا جاسکتا ہے۔

کس طرح؟

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ايام

(پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۵۴)

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ حالانکہ جب ان کو پیدا فرمایا تو اس وقت دن نام کی کوئی چیز ہی

نہیں تھی کیونکہ دن بنتا ہے

سورج کے طلوع و غروب سے

سورج تب طلوع و غروب ہوتا جب آسمان موجود ہوتا

جب آسمان ہی موجود نہیں تھا تو دن کہاں سے آگئے؟

اس وقت دن نام کی اصطلاح نہیں تھی، دن نام کی کوئی چیز نہیں تھی، کوئی لقب نہیں تھا، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے کس طرح یہ فرمادیا

کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا حالانکہ نہ اس وقت زمین تھی نہ آسمان۔

دن نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی کہ یہاں سے وہاں تک دن ہے۔

ایک مسلسل وقت تھا، پھر یہ کس طرح کہا؟

بات اصل میں یہ ہے کہ جب بعد میں دن بنے تو چھ دنوں کا جتنا وقت بنتا ہے اتنا وقت زمین و آسمان بنانے میں لگا تھا۔ ایک حقیقت تھی جس کو اس وقت یوم سے تعبیر نہیں کیا جاتا تھا، بعد میں جب یوم کا لفظ بنا تو جس کو اس وقت یوم سے تعبیر نہیں کیا جاتا تھا، بعد میں جب یوم کا لفظ بنا تو جس شی کو بعد میں یوم کہا گیا تو اس کے پہلے زمانے میں بھی بعد والا نام استعمال کر دیا گیا۔ اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعد والے نام کو شروع کا نام بنا دیا۔

لہذا میں صدق دل سے کہہ سکتا ہوں کہ آج جو اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے وہ عقیدہ خلفاء راشدین کا تھا، وہی عقیدہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کا تھا۔ اگرچہ اس وقت سنی کی اصطلاح یوں مشہور نہیں تھی لیکن انہیں عقائد کو بعد میں سنی کہا گیا۔ چنانچہ بعد والا نام اسی حقیقت کے پہلے زمانے کی طرف لوٹا سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سنی تھے۔

نوٹ: اس موضوع پر تفصیلی معلومات کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

- ۱۔ مذاہب اسلام حضرت مولانا محمد نجم الغنی رامپوری ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- ۲۔ ۳ فرقے اور ان کی تاریخ و عقائد ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری عمدۃ البیان پبلشر سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
- ۳۔ ۳ فرقے طاہر شاہ میاں قادری ضیاء الدین پبلی کیشنز
- ۴۔ تحقیق اہلحدیث اور وہابیوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات افادات مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- ۵۔ حق کی پہچان افادہ: حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین اہلسنت اکیڈمی خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد گجرات مراد آبادی
- ۶۔ اہلسنت و جماعت حقیقت کے آئینے میں حضرت ابراہیم صاحب مترجم بخاری شریف مکتبہ جمال کرم لاہور
- ۷۔ اہل جنت اہلسنت ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی مکتبہ قادریہ چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ
- ۸۔ ہم حنفی کیوں ہیں؟ حضرت علامہ مفتی عبدالجبار سعیدی رضوی قادریہ پبلشرز کراچی
- ۹۔ اہلحدیث مذہب کی حقیقت حضرت علامہ عبدالجبار سعیدی رضوی قادریہ پبلشرز کراچی
- ۱۰۔ اہل سنت اہل جنت مطبوعہ لاہور
- ۱۱۔ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت حضرت علامہ سید احمد کاظمی شاہ علیہ الرحمۃ کاظمی پبلی کیشنز ملتان
- ۱۲۔ سواد اعظم حقائق و معلومات کے آئینے میں علامہ یسین اختر مصباحی فیضان مدینہ پبلی کیشنز کراچی
- ۱۳۔ فرقہ ناجیہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ
- ۱۴۔ جنتی گروہ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مکتبہ صبح نور فیصل آباد
- ۱۵۔ فرقہ ناجیہ علامہ حافظ سلطان محمود حضرو، انک

